بیان ہے۔ اور دن طلوعِ فجر کے بعد شروع ہوتا ہے طلوعِ فجر سے پہلے شروع نہیں ہوتا۔
اوزاعیؒ نے کہا ہے کہ غسل جمعہ اگر طلوعِ فجر سے پہلے کر لیا جائے تو کافی ہے جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو اس سے نکلنا ہی بہتر ہے۔ غسل دن کے وقت کیا جائے۔ اس کی تائید امام مالکؒ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ وہ غسل کافی نہیں جس کے بعد جمعہ کی طرف روانگی نہ ہو۔ یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ غسل دن کے وقت ہو۔ طلوعِ فجر سے پہلے نہ ہو۔ طلوعِ فجر سے پہلے جمعہ کی طرف آنے کا وقت اکثر نہیں ہے۔

حیض اور استحاضہ کا بیان

عورت مستحاضہ کا حکم

سوال:۔ ایک عورت نے مجھ سے سوال کیا کہ مجھ کو ایام حمل میں خون آیا۔ میں نے اس کو حیض شمار کیا۔ نماز چھوڑ دی۔ پھر وہ ایام معہودہ سے بڑھ کر استحاضہ ہو گیا۔ تو میں نے غسل حیض کر کے نماز شروع کر دی اب مہینہ گزر گیا ہے۔ اب نماز کا کیا کروں؟ میں نے کہا ایام معہودہ میں اتنے دن نماز چھوڑ دی پھر حسب معمول غسل کر کے نماز پڑھو۔ اس نے کہا ہمیشہ میری نماز چھوڑنے کے دن پورے مہینہ نہیں آتے دو دو تین تین دن آگے پیچھے ہو جایا کرتے ہیں۔ میں نے کہا جب اس رنگ کا خون آئے جیسا کہ مستحاضہ کے لئے حدیث میں وارد ہے تو نماز چھوڑ دے جب اس رنگ کا خون آئے تو غسل کر کے شروع کر دے۔ اس نے کہا کہ مجھ کو ہمیشہ ایک رنگ کا خون آتا رہتا ہے اور تھوڑا تھوڑا آتا ہے۔ کبھی ایک ایک دو دو دن بند بھی ہو جاتا ہے
آپ اس بارہ میں مفصل فتویٰ تحریر فرمائیں۔

جواب:۔ مستحاضہ کی حدیث میں تین صورتیں مذکور ہیں۔
ایک وہ جس کے دن عادت کے ساتھ معلوم ہوں۔
دوسری وہ جو خون پہچان سکتی ہو۔
تیسری وہ جو نہ عادت والی ہو نہ خون پہچان سکتی ہو چنانچہ نیل الاوطار میں ان تینوں پر الگ الگ باب

باندھے ہیں۔

جس کا ذکر سوال میں ہے۔ وہ پہلی قسم ہے۔ دو تین روز کا آگے پیچھے ہو جانا اس کو پہلی صورت سے نہیں نکالتا۔ کیونکہ اتنا تفاوت تو عام دستور ہے۔ اگر اتنے تفاوت سے غیر معتادہ ہو جاتی ——— تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حکم ہی نہ دیتے کہ اپنی عادت کے موافق حیض کے دن مقرر کر۔ پس اختیار ہے خواہ دو دن آگے مقرر کرے خواہ پیچھے مقرر کرے چھ دن یا سات دن جیسی اکثر عادت ہو۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ۔ ۱۰ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ، ۱۵ فروری ۱۹۳۵ء

مستحاضہ کی نماز اور خاوند کا ہمبستر ہونا

سوال: حیض کے دنوں سے فارغ ہونے کے بعد اگر کسی عورت کو بوجہ بیماری خون آتا ہے تو اس کی بابت نماز کا کیا حکم ہے؟ حافظ محمد اسماعیل گروہ شکر

جواب: حیض کے دنوں کے بعد جو خون آتا ہے۔ اس کو استحاضہ کہتے ہیں۔ بہت احادیث میں آتا ہے کہ استحاضہ والی عورت نماز پڑھے بلکہ خاوند بھی اس کے پاس جا سکتا ہے۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ

حیض اور نفاس کی مدّت

سوال: حیض و نفاس کی اقل واکثر مدت محدثین کے نزدیک کتنی ہے؟ کیا ان ایام میں مساس و قرأت قرآن جائز ہے؟

جواب: حیض کی اقل اور اکثر مدت میں اختلاف ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں، اقل مدّت تین دن ہیں اور اکثر دس دن ہیں اور شافعیہ اور حنابلہ وغیرہ کہتے ہیں کہ اقل ایک دن رات ہے اور اکثر پندرہ دن ہے۔

حنفیہ اپنے مذہب پر مندرجہ ذیل حدیث پیش کرتے ہیں:۔

"اَقَلُّ الْحَيْضِ لِلْجَارِيَةِ الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَأَكْثَرُهُ عَشَرَةُ أَيَّامٍ"

یعنی "کنواری اور بیوہ کے لئے اقل مدّت حیض تین دن ہیں اور اکثر دس دن ہیں"

اسی کو طبرانی اور دارقطنی نے روایت کیا ہے مگر اس کی اسناد میں عبدالملک مجہول ہے اور علاء بن

کثیر اور حفص بن عمر العدل دونوں ضعیف ہیں۔ نیز یہ اسناد منقطع ہے۔ اگرچہ اس حدیث کے قریب اور روایتیں بھی آئی ہیں مگر وہ بھی سب ضعیف ہیں چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے تخریج ہدایہ کے ص۴۹ میں ان کی تفصیل کی ہے۔ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ کے ص۱۰۳ میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ روایات ضعیف ہیں۔ مگر کئی سندوں سے مروی ہیں اس لئے ان کو قوت حاصل ہو گئی نیز انسؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، معاذؓ اور عثمان بن ابی العاص اور ان کے علاوہ دیگر صحابہؓ کے فتاوی بھی ان روایتوں کے موافق ہیں۔ اس سے بھی ان روایتوں کو تقویت ہو گئی ؛

مولوی عبدالحی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس میں کچھ شبہ ہے وہ یہ کہ کئی سندوں سے تقویت اس وقت ہوتی ہے جب سندوں میں تھوڑا تھوڑا ضعف ہو، یہاں بہت زیادہ ضعف ہے اور فتاوی صحابہؓ سے بھی کیثوں کی سند ضعیف ہے ملاحظہ ہو دار قطنی صفحہ ۷۷ اور کتاب الام امام شافعیؒ جلد اوّل ص۵۵ وغیرہ نیز صحابہؓ میں اس مسئلہ میں اختلاف ہے چنانچہ حضرت علیؓ کا قول آگے آتا ہے کہ اکثر مدت حیض کی پندرہ دن ہیں اور اقل ایک دن رات ہے اس لئے یہ تقویت مفید نہیں۔

نیز اس حدیث میں جو حنفیہ نے پیش کی ہے یہ لفظ ہیں لِلْجَارِيَةِ وَالثَّيِّبِ الَّتِي قَدْ اَيِسَتْ مِنَ الْحَيْضِ (دار قطنی ص۷۷) یعنی کنواری اور بیوہ جو حیض سے ناامیدی کے زمانہ کو پہنچ گئی اس کے حیض کی اقل مدت تین دن ہیں اور اکثر دس دن ہیں، حالانکہ یہ کسی کا مذہب نہیں کہ بیوہ ناامیدی کے زمانہ کو پہنچ جائے تو پھر اقل مدت تین دن ہیں اور اکثر دس دن ہیں نہ حنفیہ اس کے قائل ہیں نہ کوئی اور، پس اس حدیث کو دلیل میں پیش کرنا ٹھیک نہیں ؛

شافعیہ اور حنابلہ وغیرہ اپنے مذہب پر یہ حدیث پیش کرتے ہیں ۔

تَمْكُثُ اِحْدٰهُنَّ شَطْرَ عُمُرِهَا لَا تُصَلِّيْ یعنی عورت اپنی نصف عمر نماز نہیں پڑھتی۔ اس کو عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے

اس حدیث کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص الحبیر ص۶۲ وغیرہ میں بیہقی سے نقل کیا ہے کہ میں نے اس کو کتب حدیث میں نہیں پایا۔ اسی طرح اوروں سے بھی نقل کیا ہے کہ یہ حدیث ہمیں نہیں ملی، اور قاضی ابو یعلی سے بحوالہ ابن تیمیہؒ نقل کیا ہے کہ اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے اپنی کتاب السنن میں روایت کیا ہے پھر کہا ہے عبدالرحمٰن بن ابی حاتم کی کوئی کتاب نہیں جس کو سنن کہا جاتا ہو لیکن ہو سکتا ہے کہ حافظ ابن حجرؒ

کو کتاب السنن کا پتہ نہ لگا ہو اور قاضی ابو یعلیٰ کو لگ گیا ہو اور ممکن ہے قاضی ابو یعلیٰ کو کتاب کے نام میں غلطی لگی ہو، بہر صورت اس میں شبہ نہیں کہ عبد الرحمٰن بن ابی حاتم اپنی کسی کتاب میں اس کو باسناد لائے ہیں کیونکہ قاضی ابو یعلیٰ جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔ رہی یہ بات کہ یہ صحیح ہے یا ضعیف تو اس کا مدار اس کی سند کے دیکھنے پر ہے، چونکہ کتاب کا ملنا مشکل ہے، اس لئے اس پر کوئی حکم نہیں لگ سکتا، سر دست اس کو یوں ہی سمجھ لیا جائے کہ یہ ضعیف ہے۔

شیخ منصور بن یونس بہوتی نے شرح منتہی الارادات کے صفحہ ۹۹ میں اور شیخ منصور بن ادریس نے کشاف القناع عن متن الاقناع کے صفحہ ۱۴۲ میں حضرت علی رضہ سے نقل کیا ہے۔ ما زاد علی خمسة عشر استحاضة واقل الحیض یوم ولیلة۔ یعنی "جو پندرہ دن سے زاید ہو جائے وہ (حیض نہیں بلکہ بیماری کا خون) استحاضہ ہے اور اقل حیض ایک دن رات ہے۔"

پھر ان دونوں صاحبوں نے بحوالہ امام احمد رح حضرت علی رضہ سے ایک ماہ میں تین حیض آنے کا قول بھی نقل کیا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک دن حیض آکر ۱۳ دن بند رہا، پھر ایک دن حیض آگیا پھر کہا ہے اس میں رائے قیاس کا کوئی دخل نہیں تو گویا حضرت علیؓ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ اقل مدت حیض کی ایک دن رات ہے۔

شیخ منصور بن ادریس نے کشاف القناع کے صفحہ مذکورہ پر حضرت علی رضہ کے قول کی تائید میں (کہ اکثر مدت حیض کی پندرہ دن ہیں) کتاب السنن عبد الرحمٰن بن ابی حاتم کے حوالہ سے اوپر کی حدیث بھی ذکر کی ہے یعنی عورت اپنی نصف عمر نماز نہیں پڑھتی، پھر بیہقیؒ سے نقل کیا ہے کہ میں نے اس حدیث کو کسی کتاب حدیث میں نہیں پایا اور امام ابن منجا سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث کسی طرح ثابت نہیں پھر لکھا ہے قال فی المبدع وذکر ابن منجا انه رواه البخاری وهو خطأ یعنی مبدع میں کہا ہے کہ ابن منجا نے اس حدیث کو بخاری کی طرف منسوب کیا ہے، حالانکہ یہ غلط ہے۔"

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ فریقین کی پیش کردہ احادیث ضعیف ہیں، جو استدلال کے قابل نہیں، بلکہ حنفیہ نے جو حدیث پیش کی ہے وہ خود بھی اس کے قائل نہیں، کیونکہ اس میں بیوہ کے ساتھ ناامیدی کے زمانہ کو پہنچنے کی قید ہے۔ اور اقوال صحابہؓ دونوں طرف ہیں۔ تو اب فیصلہ کس طرح ہو؟ ہمارے خیال میں اب واقعات کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ واقعات سے مذہب شافعیہ اور حنابلہ وغیرہ کو ترجیح ثابت ہوتی ہے۔

امام شافعیؒ کتاب الام جلد اول ص۵۰ میں فرماتے ہیں کہ ایک عورت کو ہمیشہ ایک دن حیض آتا تھا، اس پر کبھی زیادہ نہیں ہوا۔ خود اس نے مجھے کہا اور کئی اور کا ذکر کیا جن سے بعض کو تین روز سے کم حیض آتا تھا اور بعض کو پندرہ روز اور بعض کو تیرہ روز۔

شیخ منصور بن ادریسؒ نے کشاف القناع جلد اول ص۱۴۲ میں عطاؒ بن ابی رباح سے نقل کیا ہے کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا اس کو پندرہ دن حیض آتا تھا اور ابو عبد اللہ الزبیری سے نقل کیا ہے کہ ہماری عورتوں میں بعض کو ایک دن حیض آتا تھا۔

دار قطنی کے ص۸۰ میں ہے، شریکؒ کہتے ہیں ہمارے ہاں ایک عورت ہے جس کا حیض تندرستی اور صحت کے ساتھ پندرہ دن رہتا ہے۔ اوزاعیؒ کہتے ہیں، ہمارے ہاں ایک عورت ہے اس کو صبح سے حیض شروع ہوتا ہے شام کو پاک ہو جاتی ہے۔

اس طرح کے بہت واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے، کہ حیض کی اقل مدت ایک دن رات ہے اور اکثر پندرہ دن ہے بلکہ امام اوزاعیؒ نے جو واقعہ ذکر کیا ہے، اس میں صرف ایک دن بغیر رات کے مذکور ہے۔ کیونکہ اس میں ذکر ہے کہ صبح سے شروع ہو کر شام کو بند ہو جاتا ہے۔ پس راجح وہی ہے جو واقعات سے ثابت ہے اور صحابہؓ سے مختلف روایتیں آنے کا سبب بھی واقعات ہی ہیں جن صحابہؓ نے اقل مدت تین دن اور اکثر دس دن بتلائی ہے ان کو ایک دن اور پندرہ دن کا واقعہ پیش نہیں آیا اس لئے انہوں نے یہی خیال کیا اور جو ایک دن اور پندرہ دن کے قائل ہیں۔ ان کے مشاہدہ میں یہ شئے آگئی، پس ان کی بات معتبر ہو گی۔

نفاس کی اقل مدت کی بابت ایک ضعیف حدیث حافظ ابن حجرؒ نے تخریج ہدایہ ص۴۲ میں ذکر کی ہے۔ اس میں ہے لانفاس دون اسبوعین ولا نفاس فوق اربعین یوماً۔ یعنی نفاس دو ہفتوں سے کم نہیں اور چالیس دن سے زائد نہیں۔ اور ایک حدیث دار قطنی کے ص۸۲ میں ہے۔ اس کے یہ الفاظ ہیں۔

إِذَا مَضٰى لِلنِّسَاءِ سَبْعٌ ثُمَّ رَأَتِ الطُّهْرَ فَلْتَغْتَسِلْ وَلْتُصَلِّ۔

یعنی جب نفاس والی عورت پر ایک ہفتہ گذر جائے پھر طہر دیکھے پس چاہیئے کہ غسل کرے اور نماز پڑھے۔

اس روایت پر دار قطنی نے کلام نہیں کی اس کی سند میں بقیہ بن ولید ہے جس میں کلام ہے مگر اس کے بغیر بھی یہ حدیث روایت کی گئی ہے۔ نیز بقیہ جب عن کے ساتھ روایت کرے وہ زیادہ ضعیف ہوتی ہے،

یہ حدیث اخبونا کے ساتھ روایت کی ہے۔

اکثر مدت نفاس چالیس دن ہے اس کے متعلق بہت روایات آئی ہیں، اور جمہور کا مذہب بھی یہی ہے صرف حسن بصریؒ پچاس روز کہتے ہیں اور عطاء اور شعبی ساٹھ روز کہتے ہیں چنانچہ ترمذی میں ہے مگر ترجیح چالیس کے قول کو ہے اگر زیادہ خون آئے تو اس کو استحاضہ (بیماری) کا خون سمجھے، اس میں نماز پڑھے اور قرأت وغیرہ بھی کرے اور خاوند بھی اس کے ساتھ جماع کر سکتا ہے حیض نفاس کے دنوں میں ان کاموں سے کوئی بھی درست نہیں؛ عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۱ر جمادی الاول ۱۳۵۶ھ، ۳۰ر جولائی ۱۹۳۷ء

روزہ کی حالت میں غروب ہونے سے پہلے دس منٹ حیض کا آنا

سوال :- ایک عورت کے روزہ رکھا ہوا ہے اور صرف دن غروب ہونے میں دس منٹ باقی ہیں یا اس سے بھی اسکو حیض آجاتا ہے۔ کیا وہ اس وقت اپنا روزہ افطار کر دے یا دس منٹ انتظار کرکے بعد ٹھہرے اور یہ روزہ اس عورت کا شمار ہوگا یا کہ نہیں۔

نیز ایام حیض کے قضا شدہ روزے کی قضائی کیا عید کے بعد متصل دے یا سال بھر کے اندر اندر جب چاہے رکھ سکتی ہے؟ عبدالرحمٰن حصاری

جواب :- اس کا روزہ ٹوٹ چکا ہے باقی اب کھانے پینے میں اس کو اختیار ہے۔ جس طرح چاہے کرے جب روزہ ٹوٹ چکا ہے تو قضا ضروری ہے۔ یہاں منٹوں کا کوئی حساب نہیں حیض روزے کی ضد ہے۔ دونوں جمع نہیں ہو سکتے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ماہ شعبان میں قضائی دیا کرتی تھیں (مشکوٰۃ وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ دیر سے بھی قضائی دے سکتی ہے۔ اور جتنی جلدی دی جائے بہتر ہے کیونکہ خطرہ ہے۔ موت آجائے اور روزے ذمہ رہ جائیں۔ عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۵ر رمضان ۱۳۸۳ھ

حائضہ عورت کا قرآن مجید یا اس کا ترجمہ پڑھنا

سوال :- حیض والی عورت ایک دو آیت لڑکیوں کو پڑھا سکتی ہے یا نہیں۔

اگر حیض والی عربی عبارت نہ پڑھے تو ترجمہ ایک دو آیت کا یاد کر سکتی ہے یا نہیں۔

دونوں کی بابت شریعت میں کیا حکم ہے؟ صدر دین شاہ قریشی

جواب: حیض والی عورت آیت نہ پڑھے۔ بچے کو ادے رواں نہ پڑھے کیونکہ قرآن پڑھنے سے نہی آئی ہے ترجمہ پڑھنے کا کوئی حرج نہیں، کیونکہ ترجمہ قرآن نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ انا انزلناہ قرآناً عربیاً

عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ ۴ مئی ۱۹۴۰ء

حائضہ عورت کا ایسی کتاب پڑھنا جس میں آیات یا احادیث ہوں

سوال: مستورات حائضہ ہونے کی صورت میں قرآن پاک کے علاوہ کوئی ایسی کتاب جس میں کچھ قرآن مجید کی آیات یا احادیث ہوں یا ان کے مطالب لکھے گئے ہوں پڑھ سکتی ہیں یا نہیں؟

رحمت اللہ شہداد پور سندھ

جواب: قرآن مجید کی آیات نہ پڑھیں۔ باقی مضامین اور ترجمہ قرآن مجید کا پڑھ سکتی ہے کیونکہ ترجمہ قرآن نہیں، اور اس کو قرآن پڑھنا منع ہے نہ کوئی اور چیز۔ عبداللہ روپڑی از لاہور ۱۵ رمضان ۱۳۸۲ھ

حائضہ عورت کا وعظ سننا

سوال: کیا حیض والی عورت وعظ سن سکتی ہے؟ حافظ محمد اسماعیل گڑھ شنکر

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض والیوں کو بھی عیدین میں نکلنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوا کہ حیض والی وعظ وغیرہ سن سکتی ہے۔ عبداللہ امرتسری از روپڑ ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ

وضو کا بیان

وضو میں محل ڈاڑھی کا دھونا فرض ہے یا نہیں

سوال: تمام منہ کا دھونا فرض ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے جب تمام منہ کا دھونا فرض ہوا تو داڑھی والے کو (خواہ خفیف ڈاڑھی رکھتا ہو یا درمیانی یا بڑی) محل ڈاڑھی کا دھونا فرض ہے یا نہیں (یعنی بالوں کی جڑ کا) حدیث میں خلال لحیہ کا حکم آیا ہے۔ اور ترمذی وغیرہ اور شروح اس کی